بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ○ (الکہف: ۴۶)

اور باقی رہنے والی اچھی باتیں اُن کا ثواب تمہارے رب کے یہاں بہتر اور وہ اُمید میں سب سے بھلی۔

مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی

شاہی امام و خطیب مسجد جامع فتحپوری دہلی

مرتبہ: محمد عبد الستار طاہر نقشبندی

ادارہ مسعودیہ

۲/۶، ۵-ای، ناظم آباد کراچی (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا (الکہف: ۴۶)

اور باقی رہنے والی اچھی باتیں اُن کا ثواب تمہارے رب کے یہاں بہتر اور وہ اُمید میں سب سے بھلی۔

باقیاتِ مظہری

مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی
قادری چشتی سہروردی شاہی امام و خطیب مسجد جامع
فتحپوری دہلی

مُرتّبہ

محمد عبد الستار طاہر نقشبندی

اِدارۂ مسعودیہ، ۵/۶/۲ ای، ناظم آباد، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۲ء

کتاب	باقیات مظہری
مرتب	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
نظر ثانی وتراجم فارسی	علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
تبییض	محمد عبدالستار طاہر مسعودی
کمپوزنگ	شعیب افتخار مسعودی
طابع	حاجی محمد الیاس مسعودی
ناشر	ادارۂ مسعودیہ، کراچی
مطبع	شہ کار پریس، کراچی
سن طباعت	۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء
تعداد	ایک ہزار
قیمت	

ملنے کے پتے

۱۔ ادارۂ مسعودیہ، ۲/۶، ۵۔ای، ناظم آباد، کراچی۔

۲۔ ضیاء الاسلام پبلی کیشنز، شوگن مینشن، محمد بن قاسم روڈ، آف ایم۔اے جناح روڈ، عیدگاہ، کراچی۔

۳۔ المختار پبلی کیشنز، ۲۵۔ جاپان مینشن، ریگل، صدر، کراچی۔

۴۔ فرید بک اسٹال، ۳۸۔ اردو بازار، لاہور۔

مزار شریف مفتی اعظم ہند حضرت شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی، نقشبندی، مجددی علیہ الرحمہ

(صحن مسجد جامع فتحپوری) دہلی۔ بھارت

مشمولات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

حرفِ اوّل

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

حضرت والدی و استاذی و مرشدی مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ (م ـ ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء) خطیب و امام شاہی مسجد جامع فتح پوری، دہلی کی حیات طیبہ ایک کھلتا ہوا پھول ہے جس سے مشام جاں معطر ہوتے جاتے ہیں، ان کا مولیٰ ان کی خوشبو پھیلا رہا ہے، ان کی صورت اور سیرت کا عالم یہ ہے کہ دیکھنے والے تو بنے، سُن سُن کر سننے والے بھی بنتے جا رہے ہیں، دنیا سے جانے کے بعد بھی ان کا فیضان دیدنی، شنیدنی اور گفتنی ہے۔

حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ دہلی میں اہل سنت و جماعت کا مرجع تھے، اس وقت ماضی کے جھروکے سے چند علماء و مشائخ کی حسین صورتیں نظر آ رہی ہیں، ان کے اسماء گرامی پیش کرتا ہوں تاکہ قارئین کرام کو حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی مرجعیت اور عظمت کا اندازہ ہو جائے اور تاریخ کا یہ حصہ بھی محفوظ ہو جائے۔ شاید آگے چل کر کوئی محقق اس پہلو پر کام کر سکے۔

بکثرت علماء و مشائخ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے مثلاً نور المشائخ حضرت ملا شور بازار کابلی، صدر المشائخ فضل عثمان مجددی، مولانا محمد ہاشم جان مجددی، مولانا امجد علی اعظمی، حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خان بریلوی، علامہ

سید محمد محدث کچھوچھوی، برہان ملت برہان الحق جبل پوری، ابوالبرکات مولانا سید احمد قادری، ابوالحسنات مولانا محمد احمد، صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی، تاج العلما، مولانا محمد عمر نعیمی، مولانا عبدالعلیم میرٹھی، مولانا شاہ احمد نورانی، ملک العلما مولانا محمد ظفر الدین رضوی، مولانا زین العابدین نقشبندی، مولانا محمد عارف اللہ میرٹھی، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا معین الدین اجمیری، آغا عبداللہ جان مجددی، پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری، مولانا عبدالمجید آروی، مفتی عبدالحفیظ آروی، مولانا عبدالسلام نیازی، مولانا عبدالسلام باندوی، مولانا عبدالسلام نقشبندی، مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی، مولانا عماد الدین سنبھلی، مولانا محمد اجمل سنبھلی، مولانا صبغۃ اللہ فرنگی محلی، مولانا نذیر الاسلام، پیر محمد اسحاق جان مجددی، مولانا محمد ظفر علی نعمانی، مولانا محمد شفیع اکاڑوی، سیف الاسلام مولانا منور حسین، صوفی اخلاق احمد نقشبندی، مولانا محمد حمایت علی میرٹھی، مولانا غلام جیلانی میرٹھی، مولانا رحب علی ناناپاروی، مولانا حامد جلالی، مولانا ناصر جلالی، پیر سید محمد طاہر اشرف جیلانی، مولانا عبدالحنان سرحدی، خواجہ حسن نظامی، پیر ضامن نظامی، پیر جی عبدالصمد، شاہ کرار حسین، مولانا سید طاہر حسن، مولانا محمد شفیع وارثی، محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد لائلپوری، مولانا ابوالحسن زید فاروقی، مولانا عبدالغفار دہلوی، پیر سالم جان مجددی، مولانا قطب الدین، مولانا نسیم احمد، مولانا محمد حسین فیروزآبادی وغیرہ وغیرہ۔

الغرض برصغیر کے اکثر علماء و مشائخ اہل سنت آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، ان میں علمائے بدایوں بھی تھے، علمائے بریلی بھی تھے، علمائے مارہرہ شریف اور کچھوچھہ شریف بھی تھے۔ علمائے فرنگی محل بھی تھے۔ علمائے میرٹھ اور اجمیر شریف بھی تھے۔

راقم نے حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی حیات اور خدمات پر لکھنے کا آغاز ۱۹۶۰ء سے کیا۔ گزشتہ تقریباً ۴۲ سال سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی متعدد سوانح اور تصانیف شائع ہو چکی ہیں۔ مولانا جاوید اقبال مظہری، جناب حاجی محمد الیاس مسعودی، ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، الحاج محمد یونس باری مظہری وغیرہ نے حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ ۲۰۰۲ء میں راقم دہلی حاضر ہوا۔ جانشین مفتی اعظم علامہ ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد زید مجدہ (شاہی امام مسجد فتح پوری، دہلی) نے حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ سے متعلق بعض نوادرات عنایت فرمائے، یہ نوادرات موصوف کو کتب خانہ مظہریہ کی کتابوں کے مطالعہ کے دوران مختلف کتابوں میں سے ملے، سوچا کہ ان نوادرات کو "باقیات مظہری" کے عنوان سے مرتب کر کے شائع کر دیا جائے تا کہ یہ علمی ذخیرہ محفوظ رہے اور اس کے ساتھ وہ نوادرات بھی شامل کر دیے جائیں جو راقم کے پاس محفوظ ہیں۔ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے علم الفرائض پر ایک نہایت جامع چارٹ گول دائرے کی صورت میں مرتب کیا تھا جو علم الفرائض کے تمام مسائل پر محتوی تھا۔ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ اس فن میں بڑی مہارت رکھتے تھے یہ چارٹ تلاش بسیار کے بعد نہ مل سکا۔ شاید اس کا خلاصہ ایک رسالے میں لاہور سے شائع ہوا تھا۔ بہر حال اگر یہ مل گیا تو پھر انشاء اللہ اشتہار کی صورت میں شائع کر دیا جائے گا جو مفتیوں کے لیے ایک نعمت غیر مترقبہ ہوگا۔ "باقیات مظہری" کے آخر میں حضرت مفتی علیہ الرحمہ اور آپ کے فرزندان گرامی علیہم الرحمہ کے قطعات تاریخ وفات بھی شامل کیے جا رہے ہیں جو اب تک شائع نہ ہو سکے۔ ان کے علاوہ چند قلمی و قدیم مطبوعہ رسائل کے ٹائٹل کے عکس بھی شامل کیے جا رہے ہیں اور علمی نوٹس کے عکس بھی جو حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ اپنے بیٹوں اور پوتوں کے لیے تیار فرماتے تھے۔ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے تعلیم و تدریس کا انداز نرالا تھا، وہ

تعلیم بھی دیتے تھے اور تربیت بھی فرماتے تھے اور کم سے کم وقت میں بہت کچھ پڑھا دیا کرتے، ان کے ہاں وقت کے ضیاع کا نام و نشان تک نہ تھا، وقت کی قدر کرنا راقم نے آپ سے سیکھا۔

''باقیاتِ مظہری'' کا مبیضہ جناب صوفی محمد عبدالستار مسعودی نے مرتب فرمایا اور علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری زید لطفہ نے باوجود کثرت کار اور مصروفیت کرم فرمایا اور فارسی عبارات کا ترجمہ کیا۔ برادرم محمد شعیب افتخار مسعودی نے اس کو کمپوز کیا، ڈاکٹر عدنان خورشید مسعودی اور ان کی ہمشیرگان حنا مسعودی، صبا مسعودی نے پروف ریڈنگ کی، اب ادارۂ مسعودیہ، کراچی کے جنرل سیکریٹری حاجی محمد الیاس مسعودی اس کو چھپوا رہے ہیں۔ الحمدللہ اس سارے عمل میں روحانی نسبت والے شریک رہے۔ مولائے کریم سب معاونین کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اس خدمت کو قبول فرما کر ہمارے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
کراچی (سندھ)
(اسلامی جمہوریۂ پاکستان)

۲۶؍محرم الحرام ۱۴۲۳ھ
۱۰؍اپریل ۲۰۰۲ء

حصہ اوّل

(باقیات فتاویٰ مظہری)

فتویٰ حضرت مولانا مولوی مفتی محمد مظہر اللہ صاحب امام مسجد فتحپوری دہلی

استفتار

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس بارہ میں کہ شریعت محمدیہ میں سجدہ تعظیمی کسی شخص کے لئے جائز ہے یا حرام وممنوع ہے جواب تفصیلی مرحمت فرمایئے۔

المستفتی محمد فضل حسین دہلی

الجواب ہو الموفق للصواب

سجدہ تعظیمی سے مراد اگر سجدۂ عبادت ہے تو وہ تو کفر ہے اور اگر سجدۂ تحیت مراد ہے تو وہ اگرچہ اکثر کے نزدیک کفر نہیں لیکن حرام ہونے میں اس کے بھی شبہ نہیں امم سابقہ میں سجدۂ تحیت جائز تھا لیکن ہماری شریعت میں اس کو بھی ناجائز قرار فرمادیا جس پر احادیث صریحہ ناطق ہیں چنانچہ ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوکنت امر احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا۔

اور ابو داؤد شریف میں ایک طویل قصہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک یوں مروی ہے کہ فلا تفعلوا لوکنت آمر احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لازواجھن۔

اور اس ہی حکم پر تمام صحابہ کا عمل رہا۔ حتیٰ کہ کسی صحابی سے اس کا خلاف منقول نہ ہوا۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت واکرام وتعظیم جس قدر ہم پر فرض ہے اس کے بیان کی حاجت نہیں لیکن باوجود اس کے بھی اگرچہ سجدہ کے لئے بیقرار ہوئے مگر فرمانبرداری وامتثال امر کا وہ پاس رہا جس میں سرمو فرق نہ آیا اس

ہی کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں سجدہ تحیت کے مسئلہ میں بعض شبہات کے جواب میں فرماتے ہیں۔ کہ اس تقریر میں اجماع قطعی سے سجدہ کے حرام ہونے پر واقف ہوچکا تھا غفلت کی گئی ہے اور ناسخ کے ذکر سے ذہول و نسیان واقع ہوا ہے۔ انتہیٰ کچھ علمائے امجد فقہا و محدثین و مفسرین رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تصریحات بھی اسی کی موید ہیں چنانچہ فتاویٰ حمادیہ میں ہے۔ ما یفعله کثیر من الجهلة من السجود بین یدی المشائخ فان ذلک حرام قطعاً۔ انتہی

اور شرح مناسک للقاری میں ہے۔ ما السجدة فلاشك انها محرمة فی

اور تفسیر خازن میں ہے۔ ولا یسجد بعضنا لبعض لان السجود لغیر الله حرام

اور تفسیر مدارک میں ہے۔ وکان السجود للتحیة جائزا فی من مضی ثم نسخ بقوله علیه السلام لسلمان حین اراد ان یسجد له لا ینبغی لمخلوق ان یسجد لاحد الا الله تعالیٰ۔ انتہی

تفسیر عزیزی میں شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں۔ دوم آنکہ برائے تکریم و تحیۃ باشد مانند سلام و سرخم کردن و این معنی باختلاف رسوم و عادات و تبدل ازمنہ متبدل مے شود گاہے جائز و گاہے حرام در امتہائے سابقہ جائز بود چنانچہ در قصہ یوسف علیہ السلام "وخروا له سجدا" واقع و در شریعت ما این سجدہ بجز مخلوق حرام و ممنوع انتہیٰ ما فیہ بہرحال سجدہ تحیت کی حرمت میں اصلا کلام نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ احقر عباد اللہ محمد مظہر اللہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ

امام مسجد فتحپوری

محمد مظہر اللہ

مولانا زاہد القادری: الفوز العظیم فی رد سجدة التعظیم
مطبوعہ دہلی، ۱۳۲۱ھ۔ (مرسلہ مولانا بدر الاسلام از سلطانیہ)

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین

مصلحت وقت کی آڑ لیکر کسی تصویر یا بت کی نقاب کشائی کی جاسکتی ہے

مدلل جواب مطلوب ہے۔ بینوا و توجروا

الجواب

تصاویر و تماثیل جسقدر نظر شرع میں مبغوض ہیں وہ کسی مسلمان پر پوشیدہ نہیں

یہی شے وہ ہے جو عبادت غیر اللہ کا ذریعہ بنی اور شرک کی بنیاد پڑی۔ اور ظاہر ہے

کہ اسکی نقاب کشائی اسکی عظمت کے اظہار کیلئے کیجاتی ہے تو کسی مصلحت سے

یہ کیسے جائز ہو سکتی ہے جبکہ فقہاء کفار کے محض کسی امر کی تحسین یا انکے کسی شعار

کی تعظیم ہی پر کفر کا حکم فرماتے ہیں کما فی العالمگیری فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد مظہر اللہ غفرلہ
امام مسجد فتحپوری

فتوی مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ از دھلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی نجد کے واسطے دعا کی ہے جو کہ نجد ملک عرب میں ہے صلعم رسول اللہ کی حدیث شریف سے حوالہ دیکر جواب عنایت فرمائیں تاکہ مسلمانوں کو آگاہی بخشی جائے فقط علی اصغر از شیدر

الجواب

حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے نجد کے واسطے دعا نہیں فرمائی صحابہ نے دو بار عرض کیا تو تیسری بار فرمایا وہاں تو زلزلے اور فتنے ہیں اور وہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔

عن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان رواہ البخاری فقط واللہ تعالی اعلم

محمد مظہر اللہ

فتوی مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ

فتویٰ مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ

سوال نمبر ۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نجد کے واسطے دعا کی ہو جو کہ نجد ملک جانب جنوب ہے۔ اس مسئلہ کو حدیث شریف سے حوالہ دے کر جواب عطا فرمائیں تاکہ مسلمانوں کو آگاہی بخشی جاوے۔

فقط۔ علی اختر

الجواب:

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نجد کے واسطے دعا نہیں فرمائی۔ صحابہ نے وہاں کے لیے دعا کے لیے عرض کیا تو فرمایا کہ وہاں تو زلزلے اور فتنے ہیں اور وہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔

عن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا قالوا یا رسول اللہ و فی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان. رواہ البخاری

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد مظہر اللہ غفرلہٗ

سوال نمبر ۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ مسمی وزیر احمد نے اپنی زوجہ حمیدن کو یہ الفاظ کہے:

''اگر ڈھنگ سے نہیں چلے گی تو میں تجھ کو طلاق دے دوں گا۔''

یہ الفاظ دو دفعہ کہلائے۔ شرعاً حمیدن کے لیے کیا حکم ہے؟ اس کو طلاق ہوگئی یا نہیں؟

سائل

وزیر احمد پسر عبدالشکور اکناتھ پور

الجواب:

صورت مذکورہ میں طلاق نہیں ہوئی۔

فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

محمد مظہر اللہ غفرلہٗ

امام مسجد جامع فتح پوری، دہلی

سوال نمبر ۳: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کی ایک جائیداد غیر منقولہ ہے جس کی آمدنی کرایہ ماہانہ تین روپے ماہوار ہے۔ زید جائیداد مذکورہ کو بکر کے ہاتھ مبلغ تین ہزار روپے بیع قطعی کر کر بیع نامہ بحق بکر رجسٹری کرا کر قبضہ بذریعہ سرخط تعدادی تیس روپے ماہوار بکر کو دیتا ہے اور بکر زید کو ایک قطعہ اقرار نامہ اس امر کا تحریر و تکمیل کر کے رجسٹری کرا دیتا ہے کہ اگر زید کے معینہ مقرر کردہ مدت کے اندر بیع کردہ جائیداد کو واپس خریدنا چاہے گا تو بکر جائیداد مذکورہ کا بیع نامہ بحق زید اسی قیمت پر تحریر و تکمیل کر کر رجسٹری کرا دے گا، تحریر کر دیتا ہے۔ اس طور پر ہر دو فریقین کے معاملہ کا شرعاً کیا حکم ہے؟ تحریر فرمایئے گا۔

فقط والسلام

الجواب:

یہ معاملہ شرعاً جائز ہے۔ پس بکر کو اس جائیداد کا کرایہ لینا روا ہے۔

فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

محمد مظہر اللہ غفرلہٗ

امام مسجد جامع فتح پوری، دہلی

سوال نمبر ۴: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع مبین کو مصلحت وقت کی آڑ لے کر کسی سے تصویر یا بت کی نقاب کشائی کی جا سکتی ہے؟ مدلل جواب مطلوب ہے۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب:

تصاویر وتماثیل جس قدر نظر شرع میں مبغوض ہیں وہ کسی مسلمان پر پوشیدہ نہیں۔ یہی شے وہ ہے جو عبادتِ غیر اللہ کا ذریعہ بنی اور شرک کی بنیاد پڑی اور ظاہر ہے کہ اس کی نقاب کشائی اس کی عظمت کے اظہار کے لیے کی جاتی ہے، تو کسی مصلحت سے یہ کیسے جائز ہو سکتی ہے؟ جب کہ فقہا کفار کے محض کسی امر کی تحسین یا ان کے کسی معظم دن کی تعظیم ہی پر کفر کا حکم فرماتے ہیں۔ کما فی العالمگیری

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد مظہر اللہ غفرلہٗ

امام مسجد جامع فتح پوری، دہلی

سوال نمبر ۵: اس استفتاء کے اصل الفاظ احقر کے پیش نظر نہیں ہیں فقط الجواب والا حصہ ہی برائے تبییض ملا۔ گمان غالب یہی ہے کہ کنویں میں کوئی جانور گر کر مر گیا اور پھول پھٹ گیا۔ اس کی شرعی حیثیت کے بارے میں استفسار کیا گیا ہے۔ طاہر

الجواب:

جن صورتوں میں کنوئیں کا تمام پانی نکالنا واجب ہوتا ہے ان میں تمام پانی نکالنے سے مراد یہ ہے کہ سارا موجود پانی نکل جائے۔ موجود سے وہ پانی مراد ہے جو بوقت وقوع نجاست تھا یا جو ابتداء وقت نزح میں تھا، اس میں اختلاف ہے لیکن بہرحال موجود پانی سے زیادہ نکالنا کسی صورت میں واجب نہیں۔

پس وجوب نزح کل کے یہ معنی نہیں کہ کنواں خالی کر دیا جائے خواہ اس میں کتنا ہی پانی زیادہ ہوتا جائے۔

اب تمام موجود پانی نکل جانے کا یقین ان کنوؤں میں جو چشمہ دار نہیں ہیں، میں اس طرح ہوتا ہے کہ کنواں خالی ہوجائے جب کنواں ٹوٹ گیا تو معلوم ہوا کہ سارا موجود پانی نکل گیا۔ لیکن جو کنوئیں کہ چشمہ دار ہیں ان میں یہ بات مشکل ہے کیونکہ پانی بڑھتا جاتا ہے اس لیے ایسے کنوؤں میں فقہاء نے کئی صورتیں تجویز کی ہیں:

اوّل یہ کہ کنوئیں کے عرض اور پانی کے عمق کے موافق ایک گڑھا کھودا جائے اور اس کو کنوئیں کے پانی سے بھر دیا جائے۔ جب وہ بھر جائے تو کنواں پاک ہوگیا کیونکہ موجود پانی یقیناً نکل گیا۔

دوم یہ کہ پانی کو بانس یا رسی ڈال کر پیمائش کر لی جائے مثلاً ۸ گز رہے اور ایک خاص انداز سے ایک گھنٹہ پانی نکال کر پھر دیکھا جائے کہ کتنا کم ہوا۔ تو اگر ایک گز کم ہوا تو اسی انداز سے آٹھ گھنٹے پانی نکال دیا جائے، کنواں پاک ہوجائے گا۔

سوم یہ کہ دو شخص جو پانی میں بصیرت رکھتے ہوں ان سے یہ دریافت کیا جائے کہ اس کنوئیں میں اس وقت کتنے چرس پانی موجود ہے۔ وہ بتلائیں کہ مثلاً سو چرس پانی ہے تو سو چرس نکال دیں کنواں پاک ہوجائے گا۔

چہارم یہ کہ اس کنوئیں کے لوگوں کے قول کا اعتبار کیا جائے جب وہ کہہ دیں کہ اس کنوئیں میں جس قدر پانی تھا وہ نکل گیا تو کنواں پاک ہوجائے گا۔

اسی طرح اس بات کو معلوم کرنے کے لیے کہ موجود پانی نکل گیا یا نہیں اور بھی بعض صورتیں ذکر کی ہیں۔ بہرحال مطلب یہی ہے کہ موجود پانی کے نکل جانے کا یقین

ہو جائے۔ پس صورت مسئولہ میں جبکہ کنوئیں میں ۸ گز پانی تھا اور پانچ گھنٹے میں پانچ گز پانی کم ہوگیا تو گویا فی گھنٹہ ایک گز پانی نکل گیا۔ پس ۸ گھنٹے میں ۸ گز پانی یعنی کنوئیں کا موجود پانی نکل گیا (جبکہ لاؤ اسی کیفیت وکمیت کے ساتھ چلتی رہی ہو جس طرح پہلے پانچ گھنٹوں میں چلی تھی) اور جبکہ بجائے ۸ گھنٹے کے ۲۴ گھنٹے لاؤ چلی تو کنوئیں کی پاکی میں کیا شک وشبہ رہ سکتا ہے۔ کنوئیں کا خالی کردینا ضروری نہیں جیسا کہ شامی کبیری، بحرالرائق، ہدایہ بدائع وغیرہ تمام کتب فقہ میں مصرح ہے۔ اور نہ مٹی نکالنا پاکی کے لیے ضروری ہے۔

ینزح کل مائها الذی کان فیها وقت الوقوع ذکره ابن الکمال

در مختار قوله کل مائها ای دون الطین لورود الاثار ینزح الماء الخ

خلاصہ یہ کہ کنوئیں کے موجود پانی کے یقیناً نکل جانے کے بعد اس کی پاکی یقینی ہے اگرچہ دوسرے لوگ اس کے توڑ دینے کا ذمہ لیتے ہوں۔

محمد کفایت اللہ غفرلہٗ

مدرسہ امینیہ اسلامیہ، دہلی

یکم ذیقعدہ ۱۳۴۱ھ

معروضہ:

تمام فقہا مقدار مافیہا ئے اخراج کے کافی ہونے کو اسی صورت پر مشروط فرماتے ہیں کہ جب کل کا نزح ممکن نہ ہو۔ چنانچہ ان کی عبارات اس معنی میں مصرح ہیں۔

ملیہ میں ہے:

وان کانت البیر معینا یمکن نزحها اخرجوا مقدار مکان فیها من الماء

اور ملتقی میں ہے:

وان لم یکن نزحها نزح قدر ما کان فیها

اور قدوری میں ہے:

وان کانت البیر معینا لاینزح ووجب نزح ما فیھا من الماء اخرجوا مقدار ماکان فیھا من الماء

شرح وقایہ میں ہے:

ینزح کل مائھا ان امکن والا فقدر مافیھا

اور درمختار میں ہے:

وان تعذر نزح کلھا لکونھا معینا فبقدر مافیھا الخ

اب رہا یہ کہ تمام پانی نکالنے سے مراد کنوئیں کا خالی کردینا ہے، یا صرف اس پانی کا نکال دینا ہے جو ابتداء نزح کے وقت موجود تھا۔ تو میرے نزدیک تو یہی ہے کہ بشرط امکان کنوئیں کا خالی ہی کردینا مراد ہے۔ چنانچہ اس پر احادیث مستولہ میں سے وہ روایت شاہد ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا کہ بیرزمزم کا چشمہ بند کردیا جائے۔ چنانچہ بند کرکر پھر پانی نکالا گیا۔ پس اگر کنوئیں کا خالی کرنا نہ مراد ہوتا تو اس حکم کی کیا ضرورت تھی۔ نیز عباراتِ فقہاء سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ سراج نے اس مسئلہ کے استثناء پر (کہ کنوئیں کا کل پانی بعد اخراج نجاست نکالا جائے مگر جبکہ اخراج نجاست متعذر ہو) کہ یہ استثناء تو اسی صورت میں درست ہوسکتا ہے جبکہ کنواں چشمہ دار ہو کہ وہ خالی نہیں کیا جاسکتا۔ ورنہ غیر چشمہ دار میں تو نجاست لامحالہ نکلے ہی گی۔ وہاں تمام پانی کا نکالنا درست ہے۔ پس جب تمام پانی ہی نکال لیا گیا تو اب نجاست کا نکالنا کیسے متعذر رہا۔ پھر علامہ شامی اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ ہاں ممکن ہے کہ ایسی حالت میں بھی جبکہ نزح جمیع ماء واجب ہے اخراج کا ست متعذر ہو۔ اس لیے کہ اخراج نجاست تو قبل نزح واجب ہے نہ بعد نزح اور قبل نزح تو اس صورت میں بھی ممکن ہے کہ اخراج نجاست نہ ہوسکے۔ عبارت ان کی ردالمحتار میں یوں ہے:

قولہ الا اذا تعذر الخ واعترضہ فی البحر بان ھذا انما یستقیم فیما اذا کانت البیر معینا لا تنزح و اخرج منھا المقدار المعروف اما اذا کانت

غیر معین فانه لا بد من اخراجها لو جوب نزح جمیع الماء اقوال یتعذر الاخراج وان کان الواجب نزح الجمیع لان الواجب الاخراج قبل النزح لا بعده کما علمته انتهیٰ مافیه

تو دیکھیے کہ یہاں اس بات کی طرف کیسا صاف اشارہ ہے کہ فقہاء کی اس کلام سے کہ تمام پانی نکالا جائے یہی مراد ہے کہ کنواں خالی کیا جائے اور کیونکر یہ معنی لیے جائیں گے جبکہ نزح جمیع الماء کے حقیقی معنی یہی ٹھہرے اور صارف کوئی موجود نہیں۔ بعض فقہاء اس معنی کی یہاں تک صراحت کرتے ہیں کہ یہاں کل سے مراد اس کے معنی حقیقی ہیں۔ پس جس قدر ممکن ہو کنوئیں میں پانی نہ چھوڑا جائے۔ اس لیے یہ نہ سمجھا جائے کہ خالی کروانے سے ہماری مراد مٹی کا بھی نکالنا ہے، نہیں اس کا نکالنا واجب نہیں۔ ہاں اگر کوئی تنظیفاً نکالے تو یہ دوسری بات ہے۔ چنانچہ شامی اس مضمون کو ان چند کلموں میں ادا فرماتے ہیں:

قوله وینزح کل مائها ای دون الطین لورود الآثار بنزح الماء

پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ پانی کی آمد سے تو کوئی کنواں بھی خالی نہیں، کچھ نہ کچھ ضرور آمد رہتی ہے تو ایسی صورت میں تو تمام ہی کنوؤں کا ایک حکم ہونا چاہئے۔ اس تفصیل کے کیا معنی حالانکہ ان کنوؤں کے لیے فقہا وضاحت کے ساتھ حکم فرما رہے ہیں کہ وہ کنوئیں جب ہی پاک ہوں گے جب ان کو اس قدر خالی کر دیا جائے گا کہ اس میں سے نصف ڈول سے کم آنے لگے کہ اس کے بعد پانی کا نکالنا متعذر ہے۔ اگر نزح کے یہ معنی نہ لیے جائیں تو فقہاء کے ان امکن فرمانے کا کیا فائدہ ہوگا اور استثناء کیا کام دے گا۔ الحاصل میری اب بھی وہی پہلی رائے ہے۔ ہاں اگر یہ کان میں نہ پڑتا کہ محض لوگ خالی کرنے کا ذمہ لیتے ہیں تو میں بھی جس طرح پہلے ایک مرتبہ مقدار مافیہا نکلوا چکا ہوں اب بھی اسی کی رائے دیتا۔

فقط

محمد مظہر اللہ غفرلہٗ

تائید:

اس عاجز نے تحریر مولوی کفایت اللہ صاحب اور تحریر امام صاحب کی دیکھی، تحریر امام صاحب کی درست ہے۔ بیر غیر معین میں بھی وہ مقدار نکالنا ضروری ہے جونجس ہے مگر بیر غیر معین میں وقت نزح جو پانی زائد ہوگیا ہے۔ وہ ماء نجس کے ساتھ ہوکر نجس ہوگیا ہے اور نزح اس کا بھی ضروری ہے چونکہ ماء قلیل نجس کثیر کے ساتھ مل گیا نجس ہوگیا۔ لہٰذا فقہاء واحناف تمام پانی کے نزح کا حکم دیتے ہیں اور مقدار ماء کی طرف توجہ نہیں کرتے اگر اور تمام پانی کا نزح ممکن نہیں تو مقدار ماء کی طرف توجہ فرماتے ہیں۔

مولوی کفایت اللہ کی تحریر سے ثابت ہے کہ بیر غیر معین میں اگر مقدار ماء نجس کی نزح ہوجائے تو کافی ہے اور یہ فقہاء احناف کے خلاف ہے۔

امام صاحب اس شخص سے طے کریں جو اول کام ماء کے نزح کا وعدہ کرتا تھا۔ اگر وہ تمام ماء کی نزح کردے تو اس کی مزدوری بقدر مناسب شرط کے طور پر ادا کردی جائے گی اور اگر وہ تمام ماء نجس کی نزح نہ کرسکے تو تدبیر سے مقدار ماء نجس نکال دی گئی ہے بلکہ زائد مقدار سے۔

احمد علی عفی عنہ
مدرسہ عالیہ مسجد فتح پوری، دہلی

مکتوب شریف فقیہ اعظم ہند شاہ محمد مسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حصۂ دوم

(باقیات مکاتیب شریفہ وغیرہ)

(۱)

مکتوب شریف اعلیٰ حضرت شاہ محمد مسعود محدث دہلوی علیہ الرحمہ
بنام صاحبزادہ شاہ محمد سعید دہلوی علیہ الرحمہ

عزت آثار برخوردار محمد سعید طال عمرہ

بعد استجابۂ ادعیہ کافیہ معلوم ہو کہ پہلے اس کے ایک خط مقام امرتسر سے بھیجا گیا ہے۔ یقین کہ پہنچا ہو۔ حالات اپنے سے جلد اطلاع دیویں اور کتب کو دھوپ دیتے رہیں تاکہ دیمک نہ لگے اور پارچات کو بھی آفتاب میں رکھیں اور برخوردار عبداللہ کے حالات سے اطلاع دیویں۔ باقی خیریت ہے۔

از طرف میاں نبی بخش و فرزند او فرزند میاں مولوی ہدایت اللہ صاحب سلام موصول ہو۔

العبد
محمد مسعود شاہ

(۲)

کرامت نامہ از درگاہ والا جاہ حضرت غوث زماں،
قطب دوراں ملک ولایت مفتی شہر دہلی حضرت مولانا رحیم بخش
ملقب بہ شاہ محمد مسعود علیہ الرحمہ بنام میاں محمد حمید الدین
حیدر شاہ علیہ الرحمہ ملقب بہ تمغۂ محبوب یزداں گنوری

مکتوب شریف مولانا احمد علی دہلوی علیہ الرحمہ بنام فقیہ العصر شاہ محمد مسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۴)

مکتوب شریف مولانا احمد علی دھرم کوٹی علیہ الرحمہ
(خلیفہ حضرت امام علی شاہ علیہ الرحمہ)
بنام شاہ محمد مسعود محدث دہلوی علیہ الرحمہ

ہواللہ القادر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ مصلیاً

آرزو دارم کہ خاک آں قدم

توتیائے چشم سازم دمبدم

مصرع: یک نظر فرما کہ مستغنی شوم زابنائے جنس

رباعی:

گر شاہ تفقد . بگدائے بکند

وز لطف نظر بہ بے نوائے بکند

از دست گدائے بینوا نہ آید ہیچ

جز آنکہ بصدق دل دعائے بکند

ذات قدسی صفات آن مجمع فیوض سبحانی، منبع علوم روحانی، کاشف دقائق معقول و منقول، واقف حقائق فروع و اصول، مقتدائے کاروانِ منازلِ تحقیق، پیشوائے رہروان

مراحلِ تدقیق، مہربان سراپا لطف و احسان، فیض بخشائے عقیدت انتمایان عبودیت گر، ہدایت فرمائے عبودیت گرایان عقیدت انتما باد، کمترین فدویت گزیں، خادم احمد علی بعد ادائے آداب تسلیماتِ فرواں وکورنشات بے پایاں معروض سعادت اندوز آن حضور موفور السرور می گرداند کہ بورود نوازش نامہ فیض آمود کہ مشتمل پر اطلاع ترک گراندن شیر، برخوردار محمد سعید مرقوم قلم فیض رقم گردید بصد جبین نیاز بسجود معبود حقیقی بے بود ـــ بیت ـــ نوازش نامہ راچون برکشادم! ـــ گہے برچشم و گہ برسر نہادم! ـــ قبلہ گاہا! ـــ ویاہادیا! ـــ ویا مرشدا! ـــ در باب ترک گراندن شیر برخوردار محمد سعید انچہ ارشاد بتاکید مزید شدہ بود بدل و جان قبول کردم واز صد جان درامور مسطورہ مشغول شدم، مرشدمن! ـــ ان شاء اللہ بموجب ارشاد اندرون چند روز کدام دائی باکدام بکرے مقرر خوانم کرد خاطر شریف جمع فرمایند، باقی ہمہ وجوہ خیریت است و امیدوار توجہات است کہ بایں طور بارشادکارہائے ضروریہ سرفراز میفرمودہ باشند کہ بہبودی دارین است وآنچہ در فصل عدم فرستادن رسائل وعریضہ ہذارا شکایت از زبان فیض ترجمان آمدہ بود! ـــ اے عطا پاش خطا پوش! ـــ وائے جرم بخش نذر نیوش! ـــ ذرۂ بے مقدار کہ تا ایں مدت خود را بارسال عرایض فرایدضمیر فیض آباد آن قبلہ مستر شدان راسخ الاعتقاد، کعبۂ مستفیضان واثق الانقیاد ندادہ باشد! ـــ ان شاء اللہ چنیں نشدہ خواہد بود ونخواہد شد، بل چند عریضہائے بخدمت بابرکت ارسال داشتہ ام، چہ کنم کہ بنظر فیض اثر نگذرند، ایں ہمہ از شومی اعمال خویش است، ورنہ در عنایت آں ذات قدسی صفات ہیچ شک نیست، وایں چنیں ایں فدوی بچہ طور خواہد شود کہ بایں قدر ہم در ادائے خدمت نپردازم، بسیار بدبختی و بدنصیبی ما است مگر بخدمت بابرکت حضور موفور السرور بایں چنیں تصور ہرگز ہرگز نفرمایند ودر دل نور منزل راہ ندہند، غلام زر خریدۂ از خود تصور فرمایند یک عرض دست بستہ میکنم کہ للہ و براہ خدا درحق این عبودیت

کیش دو دعا بفر مایند واز حضرت قطب الاقطاب وارا صاحب ہم کفانندسہ ـــــ وآن این است یک این ست کہ در دنیا قرض دار ومحتاج نہ شوم چگونہ کہ از قرض دار ومحتاجی طبیعت نیاز طویت بسیار بسیار پریشان مے شود کہ این بسیار سخت عذاب است و دست نگرانِ دیگران نشوم ورائے حضور! ـــــ و دیگر این ست تا وقتیکہ ازیں دار فنا بدار البقاء سفر کنم با ایمان بروم، ایں امید از ذات ملکی صفات دارم، بس زیادہ عنایت ہر چہ شود عین غلام نوازی و بندہ پروری است فقط و از طرف عاصی کاتب ایں چندیں حروف کہ از دست خود نوشتہ است بصد آداب تسلیمات قبول باد مگر ایں بسیار شومیٔ اعمال خود است کہ از دو کلمہ خیریت آمیز سلام سنت الاسلام یاد وشاد نفر مودہ است خیر فقط بیت

ہر چہ ہست از قامت ناز بے اندام ہست
ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست

واز طرف کریم احمد صاحب و میر عبداللہ صاحب و میر خیر العلی صاحب وحسین بخش صاحب وکریم بخش صاحب والٰہی بخش صاب و مرزا جان صاحب و یوسف خان صاحب و حافظ عبدالرشید صاحب، امام صاحب و ہر دو طفلان ما قادر علی و احمد اشرف واز اہلیۂ خود غرض از ہمہ ہوا خواہان و ارادت داران و یاد کنندگان و دوستان وعزیزان آداب و نیاز و سلام علیک قبول باد واز طرف ثابت علی خادم ایشان بعد آداب و نیاز یکے معلوم شود ایں کہ یک عریضۂ نیاز بخدمت مبارک ارسال داشتہ بودم از جوابش مسرور نساختہ است، ایں بے نصیبی ما است، امیدوار توجہات است کہ از عنایت نانجات سرفراز فرمودہ باشند

فقط

(احمد علی دھرم کوٹی)

ترجمہ: مکتوب شریف مولانا احمد علی دھرم کوٹی علیہ الرحمہ
(از علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی)

شعر:

آرزو دارم کہ خاکِ آں قدم
تو تیائے چشم سازم دمبدم

''میں آرزو رکھتا ہوں کہ اس پاؤں کی مٹی کو ہر وقت آنکھ کا سرمہ بناؤں۔''

مصرع: یک نظر فرما کہ مستغنی شوم ز ابنائے جنس

''ایک نظر فرمائیں تا کہ میں دوسرے انسانوں سے مستغنی ہو جاؤں۔''

☆

رباعی:

گر شاہ تفقد گدائے بکند
وز لطف نظر بہ بے نوائے بکند
از دست گدائے بینوا نہ آید ہیچ
جز آنکہ بصدق دل دعائے بکند

''اگر بادشاہ ایک بھکاری کی طرف توجہ فرمائے
اور مہربانی سے بے نوا پر نظر کرے
گدائے بے نوا کے ہاتھ سے کچھ نہیں ہوتا
سوائے اس کے کہ سچے دل سے دعا کرے''

ذات قدسی صفات، مجمع فیوض سبحانی، منبع علوم روحانی، معقول و منقول کی باریکیوں کو کھولنے والے، فروع و اصول کی حقیقتوں سے واقف، تحقیق کی منزلوں کے قافلے کے راہنما، تدقیق کے مرحلوں کے پیشوا، سراپا لطف و احسان مہربان، عقیدت مند بندوں کو فیض بخشنے والے، نیازمندوں کو ہدایت فرمانے والے کمترین فدوی خادم احمد علی بہت

سے سلاموں کے آداب اور بے شمار تعظیموں کے بعد حضور سراپا مسرت و شادمانی کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ فیض سے معمور نوازش نامہ موصول ہوا جو برخوردار محمد سعید کے دودھ چھڑانے کی اطلاع پر مشتمل اور آپ کے فیض رقم قلم کا تحریر کردہ تھا، معبود حقیقی کی بارگاہ میں سجدۂ شکر بجالایا۔ بیت

جب میں نے نوازش نامہ کھولا تو کبھی آنکھوں پر اور کبھی سر پر رکھا

اے قبلہ! اے ہادی و مرشد! برخوردار محمد سعید کے دودھ چھڑانے کے بارے میں آپ کا جو تاکیدی حکم تھا اسے میں نے دل و جان سے قبول کیا، اور سو جان سے تحریر کردہ امور میں مشغول ہوا۔

مرشد من! انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے ارشاد کے مطابق چند دنوں میں کوئی دایہ یا کنواری لڑکی مقرر کروں گا، آپ اطمینان رکھیں، باقی ہر طرح خیریت ہے، تو جہات عالیہ کا امیدوار ہوں کہ اسی طرح ضروری کاموں کا حکم دے کر سرفراز فرماتے رہیں کہ دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

آپ نے زبان فیض ترجمان سے عریضے حاضر نہ کرنے کی شکایت فرمائی ہے، اے عطیات بانٹنے والے، خطا کو ڈھانپنے والے، جرم کو بخشنے والے اور نذر کو قبول فرمانے والے! ایسا نہیں ہے کہ اس وقت تک اس ذرۂ بے مقدار نے اس رشد و ہدایت حاصل کرنے والے پختہ عقیدت مندوں کے قبلہ اور مضبوط فرماں برداری کرنے والے طالبانِ فیض کے کعبہ کی خدمت میں عریضے ارسال نہ کیے ہوں، ماضی میں اس طرح نہیں ہوا ہوگا اور انشاء اللہ العزیز آئندہ بھی نہیں ہوگا، میں نے چند عریضے خدمت بابرکت میں ارسال کیے ہیں لیکن کیا کیا جائے کہ وہ آپ کی نظرِ فیض اثر سے نہ گزرے، یہ سب میرے اعمال کی نحوست کا نتیجہ ہے، ورنہ اس قدسی صفات ذات کی عنایت میں کوئی شک نہیں ہے، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ یہ فدوی اتنی خدمت ادا کرنے میں بھی مصروف نہ ہو؟ یہ ہماری بڑی کم بختی اور بدنصیبی ہوگی مگر حضور سراپا سرور ہرگز ہرگز ایسا تصور نہ فرمائیں، اور منزلِ نور دل

میں اس خیال کو جگہ نہ دیں، مجھے اپنا زرخرید غلام تصور فرمائیں۔

دست بستہ ایک عرض کرتا ہوں کہ اللہ کے لیے اور براہ خدا کہ اس بندۂ ناچیز کے لیے دو دعائیں فرمائیں اور حضرت قطب الاقطاب دارا صاحب سے بھی دعا کرائیں۔ ایک تو یہ کہ دنیا میں کسی کا مقروض اور محتاج نہ ہوں۔ کیونکہ قرض اور محتاجی سے نیاز کیش کی طبیعت بے حد پریشان ہوتی ہے، یہ سخت عذاب ہے اور جناب کے علاوہ کسی کا دست نگر نہ ہوں، دوسری یہ کہ جس وقت دنیا سے آخرت کی طرف سفر کروں تو ایمان کی سلامتی کے ساتھ جاؤں، ملکوتی صفات ہستی سے یہ امید رکھتا ہوں اور بس، اس سے زیادہ جو عنایت ہوگی وہ عین غلام نوازی اور بندہ پروری ہوگی۔ فقط ان چند حروف سے لکھنے والے گنہگار کی طرف سے سو آداب کے ساتھ تسلیمات قبول ہوں، لیکن میرے اعمال کی بڑی نحوست یہ ہے کہ آپ نے خیریت آمیز دو لفظوں اور سلام سنت الاسلام کے ساتھ یاد اور شاد نہیں فرمایا، جو کچھ ہے وہ بے اندام قامت ناز (آپ کی روحانیت) سے ہے ورنہ آپ کی کرم فرمائی تو کسی کی بلندی سے کم نہیں ہے۔ فقط

کریم احمد صاحب، میر عبداللہ صاحب، میر خیر العلی صاحب، حسین بخش صاحب، کریم بخش صاحب، الٰہی بخش صاحب، مرزا جان صاحب، یوسف خان صاحب، حافظ عبدالرشید صاحب، امام صاحب اور ہمارے دونوں بچوں قادر علی اور احمد اشرف، میری اہلیہ، تمام محبین، معتقدین یاد کرنے والوں، دوستوں اور عزیزوں کی طرف سے آداب نیاز اور السلام علیکم قبول ہو۔ آپ کے خادم ثابت علی کی طرف سے آداب و نیاز کے بعد گزارش ہے کہ میں نے ایک عریضہ جناب کی خدمت میں ارسال کیا تھا اس کے جواب سے مسرور نہیں کیا گیا، یہ ہماری بے نصیبی ہے، توجہات کا امیدوار ہوں، نجات تک عنایت سے سرفراز فرمائیں۔ فقط

۲۷ رجون ۲۰۰۰ء

(ترجمہ: محمد عبدالحکیم شرف قادری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی یشرف اولیاءہ بتشریف الجذب الفناء وکرمہم بتکریم السلوک والبقاء والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد افضل الانبیاء وعلی آلہ واصحابہ خیر الاولیاء ۔ اما بعد میگوید احقر العباد مسکین محمد رکن الدین نقشبندی مجددی غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ کہ ہرگاہ بداعیہ الٰہی وجاذبہ سرمدی اعزی اکرمی مولوی حافظ مفتی محمد مظہر اللہ صاحب بارک اللہ فی علمہ وعملہ بر دست حق پرست حضرت قبلہ کونین اعلم العلماء واعرف العرفاء وارث دین نبی حضرت سید شاہ صادق علی صاحب زادہ وسجادہ نشین القطب یگانہ غوث زمانہ سند الاصفیاء امام الاولیاء حضرت شاہ سید امام علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی ساکن مکان شریف عرف رتڑ چھتڑ نسبت ارادت وعقیدت راسخ کردہ بیعت کردند بعد یکسال ازین بیعت آن ذات جامع الکمالات ازین جہان فانی بعالم باقی رحلت فرمودند بعد رحلت بوجہ قوت ربط از روحانیت آنحضرت مستفیض گشتند ومحنتہا وریاضتہا کشیدند ۔ الحال ازین فقیر بی بضاعت کہ ادنی زلہ ربای خوان نعمت حضرات این خانوادہ است عزیز گرامی قدر مطلع استدعاء اجازت نامہ کردند فقیر بدل وجان استدعاء آن عزیز گرامی شان قبول کردہ بعد استخارہ اجازت طریقہ علیہ نقشبندیہ کہ این عاجز را از حضرت سلطان الشریعۃ والطریقت وبرہان الحقیقۃ والمعرفت شیخ المشائخ حضرت مولانا مفتی رحیم بخش دہلوی الملقب بمسعود شاہ نور اللہ مرقدہ خلیفہ اعظم حضرت سید امام علیشاہ قدس سرہ حاصل است عزیز موصوف الصدر را کہ نبیرہ حضرت قبلہ گاہی مرشدی است دادہ شد ۔ واجازت سلسلہ عالیہ قادریہ وچشتیہ کہ این حقیر را از حضرت قطب وقت خواجہ ضیاء معصوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہ یکے از اولاد امجاد مشاہیر حضرت امام ربانی غوث صمدانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بودند حاصل است عزیز مولوی محمد مظہر اللہ صاحب را اجازت این ہر دو طریقہ ہم دادم تا بسعی تمام بر مریدان ومعتقدان تصرف وتوجہ نمودہ باصل وقت [illegible] رسانند وازین سعی اجر عظیم واجر جسیم حاصل کنند ۔ اللہ تعالیٰ بتصدق حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم وبطفیل ارواح پاک بزرگان ہر سہ سلاسل عزیز الوجود مولوی صاحب را از جمیع حوادثات زمانہ [illegible] مصئون ومحفوظ داشتہ برکات وفیوضات ہر سہ سلاسل جاری گرداند بمنہ وکرمہ ۔ فقط تحریر بتاریخ [illegible] ربیع الثانی [illegible]

خلافت نامہ شاہ رکن الدین الوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بنام مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ

(۴)

وصیت نامہ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب علیہ الرحمہ ا
(عم محترم مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ)

۷۸۶

مورخہ ۲؍۱۰؍اکتوبر ۱۹۴۳ء

میں نے اپنی تمام کتابیں اپنے برادر زادے مولوی مظہر اللہ اور ان کے بچوں پر وقف کر دیں۔ وہ ان سے فائدہ اٹھائیں ان میں جو کتابیں دوسروں کی ہیں وہ ان کو دے دی جائیں۔ چار روپے بجلی کے تیل کے ادا کرنے ہیں۔ وہ کوشش کر کے مالک دکان تک پہنچا دیئے جائیں۔ فقط

منجانب
(دستخط) محمد عبدالمجید بقلم خود

استاد جلیل دارالعلوم معینیہ عثمانیہ، اجمیر شریف (انڈیا)

(۵)

خلافت نامہ حضرت مولانا شاہ محمد رکن الدین الوری علیہ الرحمہ
بنام مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد اللہ الذی یشرف اولیاء، بتشریف الجذب والفناء، یکرمہم بتکریم السلوک والبقاء، والصلوٰۃ والسلام علی رسولہٖ محمد افضل الانبیاء وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ خیر الاولیاء امابعد! میگویدا حقر العباد مسکین محمد رکن الدین نقشبندی مجددی غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ کہ ہرگاہ بداعیۂ الٰہی و جاذبہ سرمدی اعزی اکرمی مولوی حافظ محمد مظہر اللہ صاحب بارک اللہ فی علمہٖ وعملہٖ بردست حق پرست حضرت قبلہ کونین اعلم العلماء و اعرف العرفاء، وارث دین نبی حضرت سید شاہ صادق علی، صاحب زادہ وسجادہ نشین آں قطب یگانہ، غوث زمانہ، مسند الاصفیاء، امام الاولیا حضرت شاہ سید امام علی سامری نقشبندی مجددی ساکن مکان شریف عرف رتڑ چھتر نسبت ارادت وعقیدت راست کردہ بیعت کردند بعد یکسال ازین بیعت آں ذات جامع الکمالات ازین جہان فانی بعالم باقی رحلت فرمودند بعد رحلت بوجہ قوت رابطہ از روحانیت آنحضرت، مستفیض گشتند ومہتہا وریاضتہا کشیدند۔ الحال ازیں فقیر بے بضاعت کہ ادنیٰ زلہ ربائے خوان نعمت حضرات این خانوادہ ہست عزیز گرامی قدر سلمہٗ استدعائے اجازت نامہ کردند فقیر بدل وجان استدعاء آں عزیز گرامی شان قبول کردہ بعد استخارہ اجازت طریقہ علیہ نقشبندیہ کہ این عاجز را از حضرت سلطان الشریعت والطریقت و برہان الحقیقت و المعرفت شیخ المشائخ حضرت مولانا مفتی رحیم بخش دہلوی الملقب بمسعود شاہ نور اللہ مرقدہ خلیفہ اعظم حضرت سید امام علی شاہ قدس سرہ، حاصل است عزیز موصوف الصدر را کہ نبیرۂ حضرت قبلہ گاہی ومرشدی ست دادہ

شد۔ و اجازت سلسلہ عالیہ قادریہ و چشتیہ کہ این حقیر را از حضرت قطب وقت خواجہ ضیاء معصوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہ یکے از اولاد امجاد مشاہیر حضرت امام ربانی غوث صمدانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بودند حاصل ہست عزیز مولوی محمد مظہر اللہ صاحب را اجازت این ہر دو طریقہ ہم دادم۔ تا بسعی تمام برمریدان و معتقدان تصرف و توجہ نمودہ بوصل وقرب خدائے تعالیٰ رسانند و ازین سعی ثواب عظیم و اجر جسیم حاصل کنند۔ اللہ تعالیٰ بتصدق حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم و ببرکت ارواح پاک بزرگان ہر سہ سلاسل عزیز الوجود مولوی صاحب را از جمیع حوادثات و بلیات مصوئن و محفوظ داشتہ برکات و فیوضات ہر سہ سلاسل جاری گرادند بمنہ وکرمہ

فقط تحریر بتاریخ بست وہشتم ماہ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ

فقیر محمد رکن الدین الوری نقشبندی مجددی مسعودی

غفر اللہ ذنوبہ

ترجمہ سند اجازت از علامہ عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں واسطے اللہ تعالیٰ کے جس نے اپنے اولیاء کو جذب وفنا کے شرف سے مشرف کیا اور سلوک وبقاء کے واسطے سے انہیں تعظیم وتکریم کے قابل بنایا۔ درود وسلام ہو اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے آل واصحاب پر جو تمام اولیاء امت سے بہتر ہیں۔ بعدازاں احقر العباد مسکین محمد رکن الدین نقشبندی مجددی (اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کرے اور اس کے عیوب کی پردہ پوشی فرمائے) عرض کرتا ہے کہ جب مجھے سب سے زیادہ عزیز اور میرے نزدیک سب سے زیادہ مکرم مولوی حافظ مفتی محمد مظہر اللہ صاحب نے ترغیب خداوندی اور جذبۂ سرمدی سے حضرت قبلہٗ

کونین اعلم العلماء و اعرف العرفاء، وارث دین نبی حضرت سید شاہ صادق علی صاحب فرزند ارجمند وسجادہ نشین قطب یگانہ، غوثِ زمانہ سند الاصفیاء امام لاولیاء حضرت شاہ سید امام علی سامری نقشبندی مجددی ساکن، مکان شریف عرف رتر چھتر کے دست حق پرست پر نسبت وارادت وعقیدت کے حصول کے لیے بیعت کی، تب ایک سال کے بعد اس ذات جامع الکمالات (سید شاہ صادق علی علیہ الرحمہ) نے اس جہانِ فانی سے عالمِ باقی کی طرف رحلت فرمائی۔ آن جناب کی رحلت مبارک کے بعد انہوں (یعنی مفتی مظہر اللہ شاہ صاحب) نے اپنی قوتِ رابطہ کے باعث آن جناب کی روحانیت سے اکتساب فیض جاری رکھا اور عبادت الٰہی میں ریاضتیں اور محنتیں کیں۔

اب اس بے مایہ فقیر سے جو خود اس خانوادۂ عالی کے حضرات گرامی کے خوانِ نعمت کا ایک ادنیٰ ریزہ خوار ہے عزیز گرامی قدر سلمہٗ (یعنی حضرت مفتی محمد مظہر اللہ صاحب) نے اجازت نامہ کے لیے استدعا کی۔ فقیر نے اس عزیز گرامی کی استدعا کو جان و دل کے ساتھ قبول کیا۔ استخارہ کے بعد طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی اجازت عزیز موصوف کو دی۔ جو اس عاجز کو شریعت و طریقت کے بادشاہ، حقیقت و معرفت کی دلیل، شیخ المشائخ حضرت مولانا مفتی رحیم بخش دہلوی الملقب بہ مسعود شاہ (اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو روشن رکھے) جو حضرت سید امام علی شاہ قدس سرہٗ کے خلیفہ اعظم ہیں، سے حاصل ہے۔ عزیز موصوف خود میرے حضرت قبلہ پیر و مرشد (حضرت مسعود شاہ علیہ الرحمہ) کے پوتے ہیں۔ سلسلہ عالیہ قادریہ و چشتیہ کی اجازت بھی عزیز موصوف کو دی جو اس فقیر کو قطب وقت حضرت خواجہ ضیاء معصوم علیہ الرحمہ سے حاصل ہے، جو حضرت امام ربانی غوث صمدانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی مشہور اولاد امجاد میں سے ہیں۔ ان سلاسل عالیہ کی اجازت کا مقصد یہ ہے کہ عزیز موصوف (مولوی مظہر اللہ شاہ صاحب) اپنی تمام تر کوشش سے مریدوں اور معتقدوں پر تصرف وتوجہ کریں اور انہیں خداوند تعالیٰ کے قرب وصل کی منزل تک پہنچائیں اور اس کوشش کے باعث اجر بے پایاں اور ثواب بے کراں

حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق اور تینوں سلسلوں کے بزرگوں کی ارواح پاک کی برکت سے مولوی صاحب کو جن کا وجود گرامی نادرالوجود ہے۔ جملہ حوادث و بلیات سے محفوظ و مامون رکھے اور تینوں سلسلوں کے فیوض و برکات کو عزیز موصوف کے واسطے سے اپنے لطف و کرم سے جاری و ساری رکھے۔

فقط

(تحریر مورخہ اٹھائیس ماہ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ)

(۶)

مکتوب شریف حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ
بنام ابوالکمال پروفیسر احمد شمسی طہرانی

۷۸۶

اعظم محب خالص الوداد سلمکم

وعلیکم السلام ورحمتہ ربکم المنعام

ہزار بار آیت کریمہ پڑھیں اور آخر میں یہ دعا پڑھیں۔

انی اسئلک انک انت اللہ لا الہ انت الاحد الصمد

الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد.

پھر اپنے حق میں دعا کریں۔ فقط والسلام

محمد مظہر اللہ غفرلہ الامام

نومبر ۱۹۶۵ء

☆

،آف سوشل سائنسز، اندور (بھارت)

عکس پوسٹ کارڈ محررہ ۳۰ اپریل ۱۹۴۹ء
مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ از دہلی

(۷)

مکتوب شریف صوفی اخلاق احمد صاحب علیہ الرحمہ

(خلیفہ حضرت شاہ رکن الدین الوری علیہ الرحمہ)

بنام شیخ الاسلام مفتی شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی قدس سرہ العزیز

۷۸۶

بشرف ملاحظۂ اقدس، حضرت مجدد زماں، قیوم دوراں، امام الوقت، مفتی الاعظم مولانا الحاج محمد مظہر اللہ شاہ صاحب نقشبندی چشتی قادری امام شاہی فتح پوری، دہلی

حامداً و مصلیاً از......ضلع احمد آباد مکان مولوی غلام نبی صاحب

لب کشا و زمن بعرض رساں
کہ اے امام جہان و غوث زماں
قبلہ دین و کعبۂ ایماں
سرورِ انس و جاں، سرور جاں
کاشفِ سرّ و راز سُبحانی
واقف از رموز قرآنی
مظہر نور معدن انوار
مصدر سرور مخزن اسرار
آفتاب سمائے محبوبی
جلوہ آرائے شاہد خوبی
رہنمائے کساں کہ گمراہ اند
پیشوائے کساں کہ آگاہ اند
قطب ارشاد شاہِ مظہر اللہ

مہبط دین و داد حق آگاہ
از تو تجدید دینِ احمد شد
دینِ پیغمبرے مجدد شد
قرب و بعد ست نزد تو یکساں
وصل و فصل ست نسبتے مایاں

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ صحیفہ انیقہ شرف صدور لاکر باعث افتخار ومسرت ہوا، اسی روز بعد ختم خواجگان امتثال امر کے طور پر دعا ہائے مطلوبہ کی گئی۔ عثمان بھائی احمد آباد ہیں، وہاں صحیفہ مبارکہ بھیجا گیا۔ آج واپس آنے پر جواب عرض کیا گیا۔ اس زمانے کی پیری مریدی بڑی مشکل ہے۔ زمانہ ماقبل میں اہل ذوق کی کثرت وشریعت سے آراستہ خداطلبی کا شوق لے کر آتے اور بامراد جاتے اور پیر کے حکم کو خدائی حکم خیال کرکے پابند رہتے۔ اس زمانۂ پُر آشوب میں طلب صادق گم، دنیا طلبی کے ساتھ آتے ہیں۔ حالانکہ اس وقت نیت صحیح وخداطلبی کی تاکید کرکے بیعت کیا جاتا ہے۔ دوسرے روز ہی اپنی حاجات کا بار ڈالنا شروع کردیتے ہیں۔ ایک ضعیف بوڑھا بیماریوں کا نشانہ بنا ہوا اپنے وعیال کے غموں سے دبا ہوا کس کس کا غم اُٹھائے؟ پھر مصیبت یہ کہ سر پر بال انگریزی داڑھی مونچھ ندارد، کوٹ پتلون زیب تن، سنیما وقمار بازی کا شوق، نماز نہیں پڑھتے۔ بہتوں کو یاد بھی نہیں۔ اب پیر کس کس بات کی اصلاح کرے۔ اور کس طرح تصرفات کرے نماز داڑھی کے تقاضہ پر بہت سے مرید آمدورفت بند کردیتے ہیں۔ حکمت عملی سے کام لیا جاتا ہے ناحق کے فروغ حق سے چشم پوشی کا زمانہ ہے۔ سینکڑوں نماز پر قائم ہوئے اور داڑھیاں رکھ لیں۔ بایں ہمہ ہزار ہزار شکر اس بارگاہ بے نیاز کا کہ پیران عظام کے طفیل اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں نسبت عالیہ کا فوراً ظہور ہوتا ہے۔ ڈاکٹر جسمانی نے جس طرح روزمرہ دوا پلانے کے

بجائے انجکشن شروع کر دیئے، ہمارے حضرات نے بھی قلب میں ذکر کے نور کا انجکشن لگانا سکھلایا جس سے فوری اثرات رونما ہونے لگے۔ بعض مجذوب ہو گئے۔ بعضوں میں جذبۂ عشق کا ظہور ہوا۔ غرض کہ ہر ایک اپنی استعداد کے موافق حصہ لینے لگا۔ انجکشن کوئی مریض پسند نہیں کرتا تو بجلی کے عکس کے ذریعے علاج نکالے گئے۔ اسی طرح اپنے نفس ناطقہ و روح کو مرید کی نفس و روح سے بھڑا کر تجلیات ذاتیہ کا ظہور پیدا کیا جس سے طالب کی روح پر گہرا اثر پڑا اور بے خود حواس باختہ ہو گیا۔ ذکر زبانی، ذکر قلبی سے تیسری منزل میں ذکر کا نور القا کیا۔ اگر قائم ہو گیا تو کسی کا قلب ذاکر، کسی کو فنا فی النور ذکر اور بے خودی جو فنا کا دروازہ ہے، نصیب ہوئی۔

فالحمدللہ......

من آں خاکم کہ ابر نو بہاری
کند از لطف برمن قطرہ باری
جمال ہم نشین درمن اثر کرد
وگر نہ من ہماں خاکم ہستم

آستانۂ عالیہ کا خاکروب، دعاء خیر کا طالب

اخلاق احمد غفرلہٗ

(۸)

مکتوب شریف حضرت معید الدین محمد ولی اللہ علیہ الرحمہ
(سجادہ نشین خانقاہ شعبیہ، تجارہ، راجستھان، بھارت)

۷۸۶

حضرت علامہ حاجی حافظ معتبر صوفی شاہ محمد مظہر اللہ صاحب شاہی امام جامع مسجد فتح پوری دہلی سلمہ اللہ الولی بعد لزوم شرعیہ آنکہ ۲۵ محرم الحرام ۲۱ھ کا اخبار ''دبدبۂ سکندری'' جواب شمارہ پہنچا تو اس پر مع الخیر مراجعت از حرمین الشریفین معلوم ہو کر کمال مسرت قلبی حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور تادیر آپ سے لوگوں کو مستفیض و مستفید کراتا رہے۔ آمین یا مجیب الاکرمین۔

آپ کا شاگرد رشید برخوردار محمد خلیل بی ایس سی علیگ و بی ٹی بوجہ تیاری امتحان ایم اے کلاس، گو اس وقت بہت ہی عدیم الفرصت ہے، پھر بھی بفرط عقیدت صنعت خاص میں قطعہ تاریخی پیش کر کے امیدوار دعاء خیر ہے۔ قطعہ تاریخ مراجعت بہ صنعت خاص جو لفظ یا جو عدد زبان سے نکلے اس سے ۱۹۴۵ء برآمد ہوتا ہے۔ وھو ھذا

حج سے فارغ ہوئے ہیں شہ مظہر
عالم و حافظ و فقیہ زماں
جو کہ ہر دل عزیز صوفی ہیں
ہر عدد سے ہے سال حج کا عیاں
جس عدد سے نکالیے تاریخ
کر کے چو چند اس کو بعد ازاں
اک بڑھا کر ہو ضرب دہ دس میں
طرح کر بیس بیس دہ اے جاں

پھر باقی وہ اسی عدد میں دے کر ضرب
غور سے دیکھ اے خلیل یہاں
جبکہ شامل عدد ہوں مظہر کے
سب پہ ظاہر ہو سال حج ذیشاں ۱۹۴۵ء

یعنی مثلاً ۵ کو چوگنا کیا ۲۰ ہوئے۔ ایک بڑھایا ۲۱ ہوئے، دس میں ضرب دینے سے ۲۱۰ ہوئے۔ ۲۰ پر تقسیم کیا دس بچے۔ اس کو ۸۰ میں ضرب دیا، ۸۰۰ ہوئے۔ لفظ مظہر کے عدد ۱۱۴۵ شامل کرنے سے ۱۹۴۵ء برآمد ہوا اور یہی سنہ مطلوب ہے۔

اب دوسرے صفحہ پر دیگر قطعہ بہ صنعت توشیح ملاحظہ ہو:

ہوئے حرمین سے واپس جو حضرت
۵۔ ہ
مشرف ہو کے مفتی شاہ مظہر
۴۰۔ م
ظفر یابی سے سب حافظ ہے شاداں
۹۰۰۔ ظ
غنی صوفی طبیب و عالم اکثر
۱۰۰۰۔ غ ۱۹۴۵ء

سنِ فصلی کہو سالار ذیشان
۱۳۰۳
سن فارس عظیم القدر خوشتر
۱۳۵۵

سنِ ہجری ہے تاریخ مناسب

۱۳۶۴ھ

تو سن بنگلہ لکھو خورشید پیکر

۱۳۵۲

فقط

اللہ بس باقی ہوس

دعا گو و طالب دعا

معید الدین محمد ولی اللہ کان لہٗ

۲۳ر محرم الحرام ۱۳۶۵ھ

حصہ سوم

(باقیات قطعات تاریخ وفات متفرقہ)

(۱)

حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ (۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء)

نتیجہ فکر جناب عبدالقیوم طارق سلطان پوری

تفکر میں یکتا، عمل میں یگانہ — وہ مخدوم دوراں وہ شیخ زمانہ
اُسے دام میں کیسے صیّاد لاتے — بلندی پہ شاہین کا تھا آشیانہ
وہ شمع ایمان اُس نے جلائی — جہاں چھائی تھیں ظلمتیں کافرانہ
درِ معرفت، درس گاہِ عزیمت — اُس حق بین و حق کیش کا آستانہ
فقیرِ حرم جس کا اجلالِ شاہی — وہ درویش باسطوتِ خسروانہ
بہادر کماندار وہ جیش حق کا — سدا قلبِ باطل تھا جس کا نشانہ
وہ آرائشِ بزم عشق و محبت — وہ زینت وہ محفلِ عارفانہ
ہر اس کی حکایت ہے ایمان پرور — حقیقت پہ مبنی ہر اس کا فسانہ
کیے اس نے وہ کارہائے نمایاں — اسے یاد کرتا رہے گا زمانہ
مسلسل جدوجہد کے بعد طارق — ہوا جانبِ خُلد آخر روانہ

سرِ ''مردِ حق'' سے سنِ وصل اس کا
ادب سے ''کہو، فیض بخش زمانہ''

۱۹۲۶+۴۰=۱۹۶۶

(۲)

حضرت علامہ مفتی محمد مظفر احمد علیہ الرحمہ (۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء)

(نتیجہ فکر حضرت سید شریف احمد شرافت نوشاہی)

سجادہ نشین ساہن پال شریف (ضلع گجرات)

زہے ذات والائے آں شاہِ دیں — محمد مظفر سعادت قرین
کہ در علم تفسیر فقہ و حدیث — بہ اقران خود بود مرد فطین
خطیب و مقرر فصیح البیان — بفتح پوری عمدۂ قارئین
بفتوائے او اہل حق را فروغ — بشرع نبی زبدۂ مومنین
ز تبلیغ و جہدش ہزاراں ہنود — شدہ داخل زمرۂ مسلمین
چو برداشت دل از سرائے فنا — بدارالجناں روح او شد مکین
شرافت زسال وصالش بگفت — ولی ولایت بخلد بریں

۱۳۹۱ھ

(۴)

حضرت مولانا حافظ قاری محمد احمد علیہ الرحمہ

(م۔ ۱۳۹۱/۱۹۷۱ء)

سید شریف احمد شرافت نوشاہی

سجادہ نشین ساہن پال شریف (پنجاب، پاکستان)

عارف دین محمد احمد ۔۔۔ حامئ شرع افتخار زمان

حافظ پاک حاجی حرمین ۔۔۔ بود در قاریان بلند مکان

جامع علم و فضل و تقوی بود ۔۔۔ مخزن راز وحدت و عرفان

آں امام و خطیب فتح پوری ۔۔۔ سکہ زن شد بہ ملک دارِ جناں

از شرافت چو رحلتش پرسی

داخل خلد، دین پناہ بداں

۱۳۹۱ھ
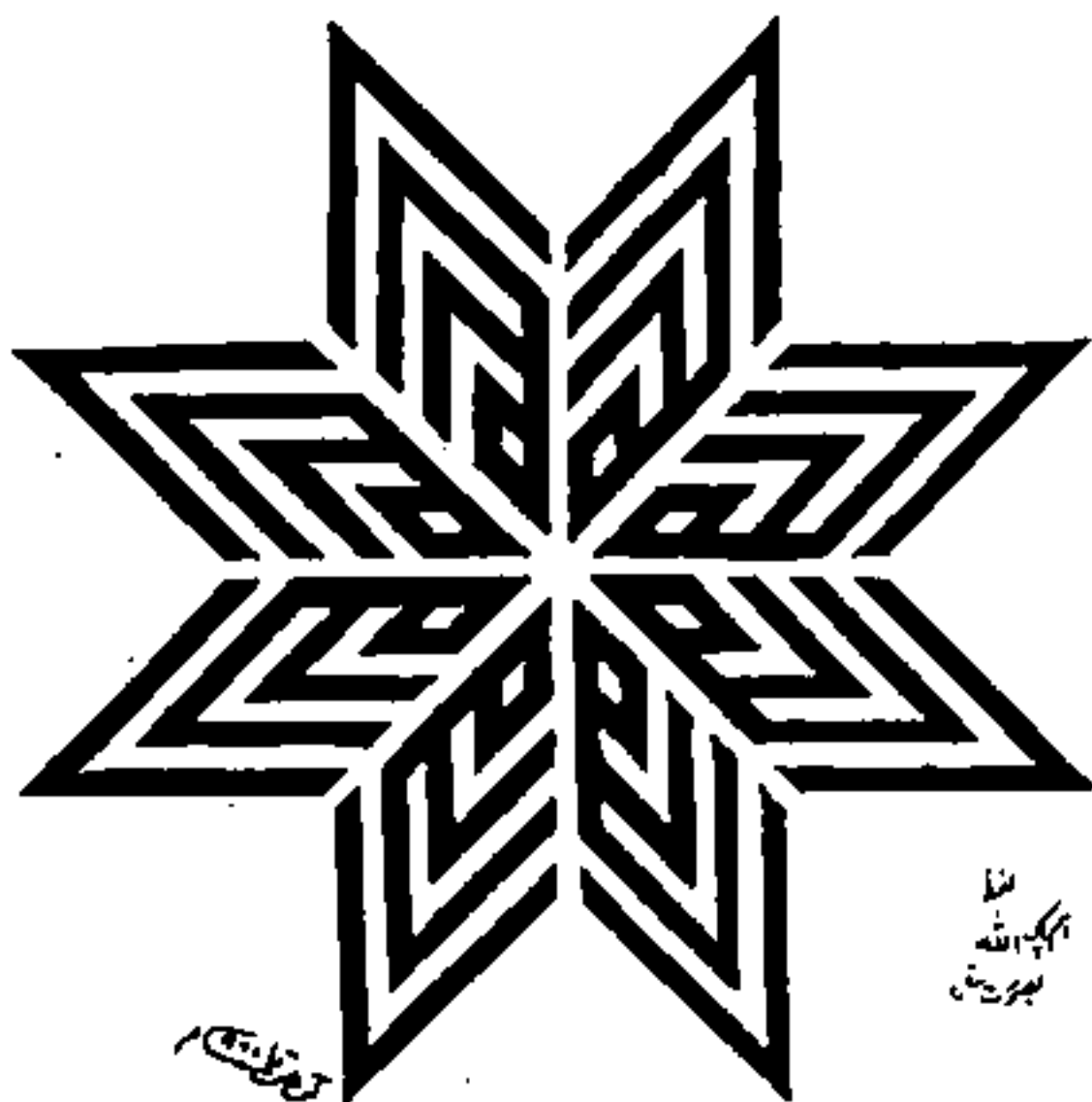
(۴)

حضرت مولانا محمد منور احمد علیہ الرحمہ
(م۔ ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء)

وہ دل جو مظہر انوار ذات رب اکبر ہو — نہ کیوں تنویر سے اس کی دل عالم منور ہو

اگر سینے میں سلطان مدینہ جلوہ گستر ہو — چراغ طور سینا دل بنے ایمان منور ہو

رضائے رب میں وقف سجدہ شکرانہ جو سر ہو — یقیناً رحمتوں کی رات دن اس پر نچھاور ہو

وہ مسلم صادق الاسلام ہے سچا مسلمان ہے — جسے ایمان کامل لطف باری سے میسر ہو

ہے یہ ادنیٰ علامت صاحب ایمان کامل کی — مصیبت میں سکون و صبر کا ہر آن خوگر ہو

اجل کی چیرہ دستی دل ہلا دیتی ہے انسان کا — مگر رکھے ہوئے جو دل شکستہ ہاتھ دل پر ہو

جواں فرزند کا داغ جدائی کیا قیامت ہے — بجائے دل کے پہلوئے پدر میں کاش پتھر ہو

محبت باپ کو اولاد کی ایک فطری شئے ہے — نہ ہو یوسف کا غم تو دیدۂ یعقوب کیوں تر ہو

سکون، صبر و رضا ہے خاصہ اصحاب تقویٰ کا — مگر صبح ازل ہی جس کو یہ نعمت میسر ہو

امام حق حسین ابن علی تھے صبر کے پیکر — یہ دولت اب امام اہلسنت کو میسر ہو

کمر خم ہے جواں بیٹے کے مرگ ناگہانی سے — تسلی یاب یارب! جان مظہر قلب مظہر ہو

منور احمد مرسل کے جلووں کا فدائی تھا — الٰہی قبر اس کی نور احمد سے منور ہو

یہ فاضل نوجواں یہ عالم دیں مفتی کامل — جوانی میں مسلم ہے وہ نور دشت محشر ہو

کسی نے سچ کہا ہے موت عالم موت عالم ہے
نہ کیوں اس غم میں صرف نال وشیون جہاں بھر ہو

تھا مظہر اللہ یہ جوان اوصاف بیحد کا
بجا ہے ذکر اُس کا گر سرمحراب و منبر ہو

الٰہی مغفرت فرما جوان و مرحوم عالم کی
مدد پر حشر میں اس کی شفیع روز محشر ہو

تہیہ مدفن سرور جاوداں اس کو عطا فرما
ابد تک قبر پر گلہائے جنت کی نچھاور ہو

سکون وصبر سے مرحوم کے خویش واقارب کو
علی قدر مدارج پرسکون قلب مظہر ہو

ضعیف و ناتواں مولانا مفتی مظہراللہ ہیں
عنایت آپ کو صبر جمیل اللہ اکبر ہو

دعائے مغفرت کو ہاتھ اُٹھے ہیں سوگواروں کے
ضیاء تاریخ کہیے تربت احمد منور ہو

۱۳۶۲ھ

(۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صاحبِ عرفاں ڈاکٹر محمد سعید احمد (۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء)

(فرزند اصغر حضرت مفتی اعظم)

دریغا آں امام عارفاں شد	سعید احمد وقار خاندان شد
بہر سو نالہ و آہ و فغاں گشت	انیس و غم گسار دوستاں شد
خوشا سیرت کہ محبوبِ جہاں بود	بعلم و فضل یکتائے زماں شد
دلش روشن بداز انوارِ عرفان	فدائے حسنِ شاہ مرسلاں شد
گرامی والدش بُد مظہر اللہ	امین سطوت اسلامیاں شد
تعلق داشتے بابو الحسن زید	کہ سیرش تا بہ حد لامکاں شد
بہ رمضاں بست رختِ زندگانی	ز دنیا در نعیم جاوداں شد
خدا رحمت کند برمرقد او	مکانش در جوارِ قدسیاں شد
خلائے شد کہ پُر گشتن محال است	تلافی گشت مشکل آں زیاں شد
مجیب احمد زہے فردِ یگانہ	بملک ہند اورا یک نشان شد

سن ترحیل او فیض الامین گفت

"بفردوسِ بریں شمسِ زماں شد"

۱۴۱۶ھ

حصہ چہارم

یادگار اوراقِ متفرقہ نوشتۂ مفتیٔ اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ

٢ ٧ ٣ ٨ ٩ ١ ٥٧	٢ ٦ ٩ ٤ ٨ ٣ ٠٥٧
٢ ٤ ٥ ٤ ٩ ٠ ٥٨	٠٢ ٨ ١ ٩ ١ ٥ ٠٥٨
٣ ٨ ٨ ١ ٧ ١ ٥٩	١ ٩ ٢ ٥ ٣ ١ ٠٥٩
٣ ٠ ١ ٠ ٣ ٠ ٦٠	٣ ٠ ٤ ٤ ٦ ١ ٠٦٠

[illegible]

زاویہ درجہ	زاویہ دقیقہ	سمت الراس درجہ	سمت الراس دقیقہ
۰	۰	۶۳	۳۲
۰	۳۰	″	۳۷
۱	۰	″	۴۳
۱	۳۰	″	۴۸
۲	۰	″	۵۰
۲	۳۰	″	۵۲
۳	۰	۶۴	۲
۳	۳۰	″	۷
۴	۰	″	۱۳
۴	۳۰	″	۱۹
۵	۰	″	۲۴
۵	۳۰	″	۳۰
۶	۰	″	۳۵
۶	۳۰	″	۴۱
۷	۰	″	۴۶
۷	۳۰	″	۵۲
۸	۰	″	۵۸
۸	۳۰	۶۵	۳
۹	۰	″	۸
۹	۳۰	″	۱۴
۱۰	۰	″	۱۹
۱۰	۳۰	″	۲۵
۱۱	۰	″	۳۰
۱۱	۳۰	″	۳۵
۱۲	۰	″	۴۱
۱۲	۳۰	″	۴۶
۱۳	۰	″	۵۱
۱۳	۳۰	″	۵۶
۱۴	۰	۶۶	۲
۱۴	۳۰	″	۷
۱۵	۰	″	۱۲
۱۵	۳۰	″	۱۷

زاویہ درجہ	زاویہ دقیقہ	سمت الراس درجہ	سمت الراس دقیقہ
۱۶	۰	۶۶	۲۳
۱۶	۳۰	″	۲۸
۱۷	۰	″	۳۳
۱۷	۳۰	″	۳۸
۱۸	۰	″	۴۴
۱۸	۳۰	″	۴۹
۱۹	۰	″	۵۴
۱۹	۳۰	″	۵۹
۲۰	۰	۶۷	۴
۲۰	۳۰	″	۹
۲۱	۰	″	۱۵
۲۱	۳۰	″	۲۰
۲۲	۰	″	۲۵
۲۲	۳۰	″	۳۰
۲۳	۰	″	۳۵
۲۳	۳۰	″	۴۰
۲۴	۰	″	۴۵
۲۴	۳۰	″	۵۱
۲۵	۰	″	۵۶
۲۵	۳۰	۶۸	۱
۲۶	۰	″	۶
۲۶	۳۰	″	۱۱
۲۷	۰	″	۱۶
۲۷	۳۰	″	۲۲
۲۸	۰	″	۲۷
۲۸	۳۰	″	۳۲
۲۹	۰	″	۳۷
۲۹	۳۰	″	۴۳
۳۰	۰	″	۴۷
۳۰	۳۰	″	۵۳
۳۱	۰	″	۵۸
۳۱	۳۰	۶۹	۳

زاویہ درجہ	زاویہ دقیقہ	سمت الراس درجہ	سمت الراس دقیقہ
۳۲	۰	۶۹	۹
۳۲	۳۰	″	۱۴
۳۳	۰	″	۱۹
۳۳	۳۰	″	۲۵
۳۴	۰	″	۳۰
۳۴	۳۰	″	۳۵
۳۵	۰	″	۴۱
۳۵	۳۰	″	۴۶
۳۶	۰	″	۵۱
۳۶	۳۰	″	۵۷
۳۷	۰	۷۰	۲
۳۷	۳۰	″	۸
۳۸	۰	″	۱۳
۳۸	۳۰	″	۱۹
۳۹	۰	″	۲۵
۳۹	۳۰	″	۳۰
۴۰	۰	″	۳۶
۴۰	۳۰	″	۴۲
۴۱	۰	″	۴۷
۴۱	۳۰	″	۵۲
۴۲	۰	″	۵۸
۴۲	۳۰	۷۱	۴
۴۳	۰	″	۱۰
۴۳	۳۰	″	۱۶
۴۴	۰	″	۲۲
۴۴	۳۰	″	۲۸
۴۵	۰	″	۳۴
۴۵	۳۰	″	۴۰
۴۶	۰	″	۴۶
۴۶	۳۰	″	۵۲
۴۷	۰	″	۵۸
۴۷	۳۰	۷۲	۴

جو زاویہ نکلے اس کی سمت الراس [illegible] کی سمت الراس ہے

جداول مماس

مماس		قوس		مماس		قوس		مماس		قوس		مماس		قوس	
دقیقہ	قدم	دقیقہ	درجہ	دقیقہ	قدم	دقیقہ	درجہ	دقیقہ	قدم	دقیقہ	درجہ	دقیقہ	قدم	دقیقہ	درجہ
۲۱	۶	۱۳	۴۲	۱	۶	۴۱	۴۰	۴۱	۵	۵	۳۹	۲۱	۵	۲۴	۳۷
۲۲		۱۸		۲		۴۶		۴۲		۱۰		۲۲		۲۹	
۲۳		۲۴		۳		۵۱		۴۳		۱۵		۲۳		۳۴	
۲۴		۲۷		۴		۵۵		۴۴		۲۰		۲۴		۳۹	
۲۵		۳۱		۵		۰	۴۱	۴۵		۲۴		۲۵		۴۴	
۲۶		۳۵		۶		۵		۴۶		۲۹		۲۶		۵۰	
۲۷		۴۰		۷		۹		۴۷		۳۳		۲۷		۵۵	
۲۸		۴۴		۸		۱۳		۴۸		۳۸		۲۸		۰	۳۸
۲۹		۴۹		۹		۱۸		۴۹		۴۳		۲۹		۵	
۳۰		۵۳		۱۰		۲۳		۵۰		۴۸		۳۰		۱۰	
۳۱		۵۸		۱۱		۲۷		۵۱		۵۲		۳۱		۱۵	
۳۲		۲	۴۳	۱۲		۳۱		۵۲		۵۶		۳۲		۲۰	
۳۳		۶		۱۳		۳۶		۵۳		۳	۴۰	۳۳		۲۵	
۳۴		۱۱		۱۴		۴۰		۵۴		۸		۳۴		۳۰	
۳۵		۱۵		۱۵		۴۶		۵۵		۱۳		۳۵		۳۵	
۳۶		۱۹		۱۶		۵۰		۵۶		۱۸		۳۶		۴۰	
۳۷		۲۴		۱۷		۵۵		۵۷		۲۲		۳۷		۴۵	
۳۸		۲۰		۱۸		۰	۴۲	۵۸		۲۷		۳۸		۵۰	
۳۹		۳۲		۱۹		۴		۵۹		۳۲		۳۹		۵۵	
۴۰		۳۱		۲۰		۹		۰	۶	۳۶		۴۰		۰	۳۹

۱۳۲۲ء

ما راٰہ المؤمنون حسنا فہو عند اللہ حسن

جس فعل کو مسلمان اچھا جانتے ہیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے

ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب

الحمد للہ کہ رسالۂ لاجواب

در تحقیق جواز بنائے قباب و حرمت ہدم قباب اعنی

کشف الحجاب

عن مسئلۃ

البناء والقباب

از عالم حقانی طبیب روحانی آیۃ من آیات اللہ مفتی اہل السنۃ حضرت مولانا مولوی محمد مظہر اللہ صاحب نقشبندی مجددی دہلوی امام مسجد فتحپوری دہلی

حسب فرمائش جناب حکیم محمد اسحاق صاحب اڈیٹر اخبار مسلح و ناظم جمعیۃ خدام الحرمین دہلی

در مطبع جید پریس دہلی طبع شد

ولا تجہر بصلاتک ولا تخافت بہا وابتغ بین ذٰلک سبیلا

الحمد للہ

یہ مختصر فتوٰی نافع لفتوئے دافع طغیٰ جس میں

یہ ثابت کیا گیا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نماز و متعلقات نماز

میں ناجائز ہے

المسمّٰی بہ

تقصیدۃ السداد

از افادات

حقائق آگاہ و دقائق پناہ نعمانِ مذہب

امام اعظم الحاج مولینا مفتی محمد مظہر اللہ صاحب

نقشبندی مجددی. قادری چشتی امام شاہی مسجد فتحپوری دہلی

جس کو

الحاج حافظ محمد احمد صاحب نے اعلیٰ پریس دہلی میں طبع کرا کر شائع کیا

کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را	نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند
روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را	ہمہ شیرانِ جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند

بہ یمن ترقیق رسان سلسلہ صوفیاں باصفا

ایں شجرۂ انساب پیرانِ عظام نقشبندیہ مجددیہ اولسیہ

خاندان والاشان قطب مدار جہاندار شاہ

سن ولادت [illegible] ۲۰ ماہ ربیع الاول

محمد حمید الدین

حیدر شاہ

تاریخ تصنیف [illegible] ١٤ - ١٣ [illegible]

محبوب یزدان حضرت مولانا مفتی محمد حمید الدین حیدر شاہ

رحمۃ اللہ علیہ گنوری دہلوی مسعودی ملقب بہ فقیر محمدی

حسب فرمائش

فقیر محمدی غلام ابراہیم نقشبندی مجددی یزدانی بمقام

گنور شریف تحصیل سونی پت ضلع رہتک

مشتاقیم بر جمال روئے تو	مفلسانیم آمدہ در کوئے تو
آفریں بر ہمت بازوئے تو	دست بکشا جانب زنبیل ما

روز بازار الیکٹرک پریس لال لاہور امرتسر میں شیخ عبدالکریم پرنٹر کے اہتمام سے چھپا